عکرمہ بربری-میزان جرح وتعدیل میں ایک تحقیقی جائزہ

Ekramah Berberi in the light of Jarh wa Ta'deel A research review

ڈاکٹر محمد سعید شفیق[i]　ممتاز خان[ii]

Abstract

Ekramah Berberi RA was the slave of Abdullah bin Abbas RA (the cousin of Prophet Muhammad (P.B.U.H). His patronormic is Abu Abdullah and his appellation is "Berberi". He is among those great benefactors of the Muslim World, the fruit of whose diligence and struggle is benefited by all till this day.

He was blessed with retentive memory and competence in the science of Sunna'h (Hadith). In this research Paper the life history and the authentication of Ekramah has been discussed in the light of science of Jarh wa al-Ta'deel (Recommending or not recommending Narrators).

Key words: *Ekramah, Jarh, Ta'deel, Hadith, authentication*

عکرمہ بربریؒ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نامور غلام اور ممتاز تابعین میں سے ہیں۔طویل ترین عرصہ تک غلامی کی زندگی گزارنے کے باوجود علم وفضل میں نہایت بلند مقام حاصل کیا ،آپ کی علمی جلالت اور تفسیر وحدیث میں بے مثال خدمات کااعتراف امت کے اکابر علماء نے کیاہے،تاہم بعض ائمہ فن نے ان پر جرح کی ہے اور ان کو ضعیف قرار دیاہے۔زیر نظر مقالے میں عکرمہ کے احوال وآثار سمیت ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کاعلمی وتحقیقی جائزہ لیاگیاہے۔

نام ونسب

عکرمہ بربری القرشیؒ،ابو عبداللہ المدنی،نسلاً بربری[1] اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں،ابتداء میں حصین بن ابی الحر العنبری کی غلامی میں تھے، انہوں نے ان کو

i ٹیچنگ اسسٹنٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج،لوند خوڑ

ii پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کو دے دیا تھا، عکرمہ اس وقت بہت کم سن تھے اس لیے انہی کے دامن تربیت میں ان کی پرورش ہوئی[2]۔

شیوخ

عکرمہؒ نے سیدنا ابن عباسؓ سے خصوصی تلمذ رکھنے کے ساتھ دیگر اکابرین صحابہ سے بھی استفادہ کیا تھا، آپ میں تحصیل علم کی استعداد اور اس کا ذوق وشوق فطری تھا، وہ ہر شے سے سبق لیتے تھے، ایوب السختیانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود عکرمہ کو کہتے ہوئے سنا:

إني لأخرج إلى السوق فأسمع الرجل يتكلم بالكلمة فينفتح لي خمسون بابا من العلم[3]

"میں بازار کو نکلتا اور کسی سے کوئی جملہ بھی سنتا تو اس سے میرے لیے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے۔"

ایک اور موقع پر فرمایا:

طلبت العلم أربعين سنة[4] "میں نے چالیس سال حصول علم میں لگائے۔"

حافظ مزیؒ نے آپ کے شیوخ کی تعداد اٹھارہ بتائی ہے، جن میں مشہور یہ ہیں:

"علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، عقبہ بن عامر الجہنی، معاویہ بن ابی سفیان حسن بن علی بن ابی طالب، جابر بن عبد اللہ، صفوان بن امیہ، ابو سعید الخدری، ابو قتادہ انصاری، ابوہریرہ، سیدہ حمنہ بنت جحش، سیدہ عائشہ، سیدہ ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہم وغیرہم[5]۔"

تلامذہ

عکرمہؒ کے حلقہ درس سے جو طالبانِ علم فارغ ہو کر نکلے ان کی تعداد بے شمار ہے، جس میں بہت سے جلیل القدر ائمہ اور علماء کے نام ملتے ہیں، حافظ مزی نے ان میں (۱۸۸) افراد کے نام ذکر کیے ہیں، چند مشہور اسمائے گرامی یہ ہیں:

"ابراہیم النخعی، ارطاۃ بن ابی ارطاۃ، اسحاق بن عبد اللہ بن جابر العدنی، اسماعیل بن ابی خالد، اسماعیل بن عبد الرحمن السدی، اشعث بن سوار، ایوب السختیانی، بدر بن عثمان، بشر بن ابو عمرو الخولانی، بکر بن عمرو، توبہ العنبری، ثور بن زید الدیلمی، ثور بن یزید الحمصی، ابو

الشعثاء جابر بن زید البصری، جابر بن یزید الجعفی، ابو بشر جعفر بن ایاس رحمہم اللہ عنہم وغیرہم[6]۔"

فضل وکمال

عکرمہؒ کے ذوق وشوقِ علم، سعادت مندی وذکاوت نیز ابن عباسؓ کے فیض تعلیم وتربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ علم تفسیر وحدیث کے بڑے امام ہوگئے، ابن عباسؓ کبھی کبھی ان کا امتحان لیتے تھے اور ان کے عالمانہ جواب سُن کر اظہار خوشنودی کرتے تھے، خود عکرمہؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباسؓ سورہ اعراف کی یہ آیت:

لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا[7]

"تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت عذاب دینے والا ہے۔"

پڑھ کر فرمایا کہ اس آیت میں جن لوگوں کی طرف اشارہ ہے معلوم نہیں انہوں نے نجات پائی یا ہلاک ہوگئے میں نے نہایت وضاحت اور تشریح سے ثابت کردیا کہ نجات پائی، انہوں نے خوش ہوکر مجھ کو ایک حُلہ پہنایا۔

خداداقوت حافظہ اور ذاتی شوق ورغبت نیز رحلت وسفر اور بکثرت شیوخ سے سماع حدیث کی بدولت انہوں نے حدیث میں جو بلند مقام حاصل کیا تھا اور جس امتیازی شان کے وہ مفسر ومحدث بن گئے تھے، اس کا اندازہ وقت کے عظیم محدثین کے مندرجہ ذیل اعترافات سے لگایا جاسکتا ہے:

امام شعبیؒ فرماتے ہیں:

ما بقي أحد أعلم بكتاب الله من عكرمة[8]

"عکرمہؒ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا اب باقی نہیں ہے۔"

امام قتادہؒ فرماتے ہیں:

أعلم الناس بالحلال والحرام الحسن ، وأعلمهم بالمناسك عطاء ، وأعلمهم بالتفسير عكرمة[9]

"حلال کے سب سے بڑے عالم حسن بصری تھے، مناسک حج کے سب سے بڑے عالم عطاء بن ابی رباحؒ اور تفسیر کے سب سے بڑے عالم عکرمہؒ تھے۔"

عبدالرحمن بن حسانؒ فرماتے ہیں:

سمعت عکرمة ، یقول : طلبت العلم أربعين سنة ، وكنت أفتي بالباب وابن عباس في الدار[10]

"میں نے عکرمہؒ کو کہتے ہوئے سنا: میں نے چالیس سال علم حاصل کیا، میں دروازے پر ہی فتویٰ دے دیتا جب کہ ابن عباس گھر پہ تشریف فرما ہوتے تھے۔"

ایک اور موقع پر عکرمہؒ نے فرمایا:

كان ابن عباس يضع في رجلي الكل على تعليم القرآن والسنن[11]

"ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن وسنت کی تعلیم کے وقت میرے پاؤں میں بیڑیا ڈالتے تھے۔"

امام ایوب سختیانیؒ فرماتے ہیں:

كنت أريد أن أرحل إلى عكرمة إلى أفق من الآفاق ، فإني لفي سوق البصرة إذا رجل على حمار ، فقيل لي : عكرمة ، قال : واجتمع الناس إليه ، قال : فقمت إليه ، فما قدرت على شيء أسأله عنه ذهبت مني المسائل ، فقمت إلى جنب حماره ، فجعل الناس يسألونه ، وأنا أحفظ[12]

"میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ عکرمہؒ دنیا کے جس حصہ میں بھی ہوں گے ان سے جا کر ملوں گا اتفاق سے ایک دن بصرہ کے بازار میں مل گئے ان کے گرد آدمیوں کا ہجوم جمع ہو گیا میں بھی قریب گیا، لیکن ہجوم کی کثرت سے کچھ پوچھ نہ سکا، یہ دیکھ کر میں ان کی سواری کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، لوگ ان سے جو کچھ پوچھتے تھے اور وہ جو جوابات دیتے تھے میں ان کو یاد کرتا جاتا تھا۔"

ایک اور موقع پر فرمایا:

قدم علينا عكرمة ، فاجتمع الناس عليه حتى أصعد فوق ظهر بيت[13]

"ایک مرتبہ عکرمہؒ ہمارے یہاں آئے، ان کے پاس لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا کہ انہیں مجبور ہو کر چھت پر چڑھ جانا پڑا۔"

یحییٰ بن ایوب مصریؒ کہتے ہیں:

قال لي ابن جريج : قدم عليكم عكرمة ؟ قال : قلت : بلى. قال : فكتبتم عنه ؟ قلت : لا. قال : فاتكم ثلثا العلم[14]

"ابن جریجؒ نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگوں نے عکرمہؒ سے کچھ لکھا، انہوں نے کہا نہیں ابن جریجؒ نے کہا تو تم نے دو تہائی علم ضائع کر دیا۔"

عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں:

دفع إلي جابر بن زيد مسائل أسأل عنها عكرمة وجعل يقول : هذا عكرمة مولى ابن عباس ، هذا البحر فسلوه[15]

"جابر بن زیدؒ نے مجھ سے چند مسائل عکرمہؒ سے پوچھنے کے لیے کہا اور ہدایت کی کہ ابن عباسؓ کا یہ غلام دریا ہے اس سے پوچھا کرو۔"

امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں:

كان عكرمة كثير الحديث والعلم[16]

"عکرمہؒ کثیر العلم والحدیث اور علم کا سمندر تھے۔"

وفات

باختلافِ روایت ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ میں وفات پائی[17]۔ حافظ ذہبی کے نزدیک ۱۰۷ھ میں مدینہ میں وفات پائی[18]۔

عکرمہ خمیزان جرح وتعدیل میں

مذکورہ بالا بیانات کے ساتھ ساتھ رجال کی کتابوں میں عکرمہ کے بارہ میں ایسی تنقدیں بھی ملتی ہیں جن سے ان کی روایات کی صداقت بہت کچھ مشکوک ہو جاتی ہے، اس حوالے سے اولاً جارحین کے اقوال پیش خدمت ہے:

جارحین کے اقوال

ابو خلف عبداللہ بن عیسی الخزاز، یحییٰ البکاءؒ سے روایت کرتے ہیں:

سمعت ابن عمر يقول لنافع : اتق الله ويحك يا نافع ، ولا تكذب علي كما كذب عكرمة على ابن عباس[19]

"میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا تھا وہ اپنے غلام نافع سے کہتے تھے نافع خدا سے ڈرو اور مجھ پر اس طرح بہتان نہ باندھوں جس طرح عکرمہ ابن عباسؓ پر باندھتے تھے۔"

ہشام بن سعدؒ، عطاء خراسانیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا:

إن عكرمة مولى ابن عباس يزعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوج ميمونة ، وهو محرم ، فقال : كذب[20]

"عکرمہؒ کا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں میمونہؓ کے ساتھ شادی کی انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے جھوٹ کہا۔"

فطر بن خلیفہؒ کا بیان ہے:

قلت لعطاء : إن عكرمة يقول : قال ابن عباس : سبق الكتاب المسح على الخفين ، فقال : كذب عكرمة ، سمعت ابن عباس يقول : امسح على الخفين ، وإن خرجت من الخلاء[21]

"میں نے عطاءؒ سے کہا کہ عکرمہؒ کہتے ہیں کہ موزوں پر مسح کو قرآن کے احکام نے باطل اور منسوخ کر دیا ہے عطاء نے کہا انہوں نے جھوٹ کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ خفین پر مسح کرو، اگرچہ تم بیت الخلا سے نکلو۔"

اسحٰق بن عیسیٰ الطباعؒ کا بیان ہے:

سألت مالك بن أنس ، قلت : أبلغك أن ابن عمر ، قال لنافع : لا تكذب علي كما كذب عكرمة على عبد الله بن عباس ؟ قال : لا ، ولكن بلغني أن سعيد بن المسيب قال ذلك لبرد مولاه[22]

"میں نے مالک بن انس سے پوچھا کہ آپ کو ابن عمرؓ کے اس قول کا علم ہے کہ مجھ پر اس طرح کا جھوٹ نہ باندھو جس طرح عکرمہ ابن عباسؓ پر جھوٹ باندھتے ہیں، مالک نے کہا نہیں، مجھے اس کا علم نہیں، البتہ سعید بن مسیب اپنے غلام برد سے ایسا کہتے تھے۔"

ابوالاسود الدؤلیؒ کہتے ہیں:

كان عكرمة قليل العقل خفيفا كان قد سمع الحديث من رجلين وكان إذا سئل حدث به عن رجل ثم يسأل عنه بعد ذلك فيحدث به عن الآخر[23]

"عکرمہؒ میں فہم ودانائی کم تھی جب ان سے کوئی حدیث پوچھی جاتی جس کو انہوں نے دو آدمیوں سے سنا ہوتا تو وہ اس کو کبھی ایک کی طرف منسوب کر دیتے کبھی دوسرے کی طرف۔"

ابراہیم بن منذرؒ، معن بن عیسیٰؒ سے روایت کرتے ہیں:

كان مالك بن أنس لا يرى عكرمة ثقة ، ويأمر أن لا يؤخذ عنه [24]

"امام مالکؒ، عکرمہؒ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے اور ان سے روایت کی ممانعت کرتے تھے۔"

امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں:

ليس يحتج بحديثه ، ويتكلم الناس فيه[25]

"ان کی حدیث قابل حجت نہیں، لوگوں نے اُن کے بارے میں کلام بھی کیا ہے۔"

معدلین کے اقوال

ابو بکر مروزیؒ کہتے ہیں میں نے امام احمدؒ سے پوچھا:

يحتج بحديث عكرمة ؟ فقال : نعم ، يحتج به[26]

"عکرمہؒ کی حدیث قابل حجت ہے؟ فرمایا: ہاں حجت کے قابل ہے۔"

ابواسحٰق السبیعیؒ کا بیان ہے:

سمعت سعيد بن جبير يقول : إنكم لتحدثون عن عكرمة بأحاديث لو كنت عنده ما حدث بها. قال : فجاء عكرمة فحدث بتلك الاحاديث كلها ، قال : والقوم سكوت ، فما تكلم سعيد ، قال : ثم قام عكرمة ، فقالوا : يا أبا عبد الله ما شأنك ؟ قال : فعقد ثلاثين ، وقال : أصاب الحديث[27]

"میں نے ایک مرتبہ ابن جبیرؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم لوگ عکرمہؒ سے ایسی حدیثیں روایت کرتے ہو کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو شاید ان کو وہ نہ بیان کرتے، اتفاق سے اس کے بعد ہی عکرمہؒ آگئے اور انہوں نے وہی حدیثیں بیان کیں تمام حاضرین خاموشی کے ساتھ سنا کیے، سعید بھی کچھ نہیں بولے، جب عکرمہ اُٹھ گئے تو لوگوں نے ابن جبیر سے پوچھا ابو عبداللہ یہ کیا اب آپ کیوں خاموش رہے، انہوں نے کہا عکرمہ نے صحیح بیان کیں۔"

حبیب بن ابی ثابتؒ فرماتے ہیں:

مر عكرمة بعطاء وسعيد بن جبير ، فحدثهم ، فلما قام ، قلت لهما : تنكران مما حدث شيئا ؟ قالا : لا[28]

"ایک مرتبہ عکرمہؒ اور عطاء سعیدؒ کے یہاں گئے اور ان کو حدیثیں سنائیں جب وہ حدیث بیان کرکے اُٹھ گئے تو میں نے ان دونوں سے پوچھا کہ عکرمہ نے جو کچھ بیان کیا ہے، اس میں کسی چیز سے آپ کو انکار ہے انہوں نے کہا نہیں۔"

عبدالرحمن بن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں:

سألت أبي عن عكرمة مولى ابن عباس : كيف هو ؟ قال : ثقة. قلت : يحتج بحديثه ؟ قال : نعم إذا روى عنه الثقات. والذي أنكر عليه يحيىٰ بن سعيد الأنصاري ومالك فلسبب رأيه ، قيل لابي : فموالي ابن عباس ؟ فقال : كريب وسميع وشعبة وعكرمة ، وعكرمة أعلاهم. قال : وسئل أبي عن عكرمة وسعيد

بن جبير أيهما أعلم بالتفسير ؟ فقال : أصحاب ابن عباس عيال على عكرمة[29]

"میں نے اپنے والد سے سوال کیا کہ عکرمہ کیسے ہیں، انہوں نے جواب دیا ثقہ ہیں، میں نے پوچھا ان کی احادیث لائق احتجاج ہیں، فرمایا ہاں جب وہ ثقات سے روایت کریں، یحییٰ بن سعیدؒ اور امام مالکؒ نے ان کی روایت کا نہیں؛ بلکہ ان کی رائے کا انکار کیا ہے، ان سے پوچھا گیا ابن عباسؓ کے اور غلاموں کا کیا حال ہے، فرمایا عکرمہ ان سب میں بلند مرتبہ ہیں۔"

حافظ ابن عدیؒ لکھتے ہیں:

لم أخرج ها هنا من حديثه شيئا لان الثقات إذا رووا عنه ، فهو مستقيم الحديث إلا أن يروي عنه ضعيف. فيكون قد أتى من قبل الضعيف لا من قبله ، ولم يمتنع الأئمة من الرواية عنه ، وأصحاب الصحاح أدخلوا أحاديثه إذا روى عنه ثقة في صحاحهم ، وهو أشهر من أن أحتاج أن أخرج له شيئا من حديثه ، وهو لا بأس به[30].

"اس موقع پر ان کی کوئی حدیث بیان کرنے کی ضرورت نہیں، ثقات ان سے جو روایت کرتے ہیں وہ سب روایت صحیح اور درست ہیں، ائمہ حدیث نے ان کی روایت سے منع نہیں کیا ہے اور اصحابِ صحاح نے ان کی روایات کو صحاح میں داخل کیا ہے، ان کی شخصیت اس سے بلند ہے کہ میں ان کی احادیث کو ثبوت میں پیش کروں، ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔"

جابر بن زیدؒ کہتے تھے:

عكرمة من أعلم الناس قال وعكرمة حمل عنا أهل العلم الحديث والفقه في الاقاليم كلها أعلم أحدا ذمه بشئ إلا بدعابة كانت فيه[31]

"عکرمہؒ لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں..... فرمایا عکرمہؒ وہ شخص ہیں جن کے سرچشمۂ علم سے اہل علم نے ساری دنیا میں حدیث اور فقہ پھیلائی ہے، مجھے ان میں سوائے تھوڑی سی ظرافت کے اور کسی برائی کا علم نہیں۔"

امام عجلیؒ فرماتے ہیں:

مكي ، تابعي ، ثقة ، برئ مما يرميه به الناس من الحرورية[32]

"مکی تابعی اور ثقہ ہیں، اور خارجیت کی تہمت سے جو لوگ ان پر لگاتے ہیں بری ہیں۔"

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

ليس أحد من أصحابنا إلا وهو يحتج بعكرمة[33]

"ہمارے تمام اصحاب کے ہاں عکرمہؒ قابل حجت ہے۔"

امام نسائیؒ فرماتے ہیں:

ثقة[34] حافظ ابن حبانؒ نے انہیں اپنی کتاب "الثقات" میں شمار کیا ہے[35]۔

خلاصۂ تحقیق

تمام علماء ومحدثین کا عکرمہ کی جلالتِ شان کی صداقت پر اتفاق ہے، ان کی صداقت کی ناقابل انکار شہادت یہ ہے کہ خود سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جن کے دامن میں رہ کر عکرمہ نے تربیت اور پرورش پائی نیز ان مذکورہ بالا تمام اقوال واسناد کے بعد عکرمہ کی علمی عظمت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ بلکہ جن ائمہ نے ان پر جرح کی ہے وہ بھی ان کی احادیث قبول کرنے سے بے نیاز نہ رہ سکے، ان کی احادیث حَسن ہیں۔

اسحٰق بن عیسیٰ الطباعؒ کا بیان ہے:

سألت مالك بن أنس أبلغك أن بن عمر قال لنافع لا تكذب علي كما كذب عكرمة على بن عباس قال لاولكن بلغني أن سعيد بن المسيب قال ذلك لبرد مولاه[36]

"میں نے مالک بن انسؒ سے پوچھا کہ آپ کو ابن عمرؓ کے اس قول کا علم ہے کہ مجھ پر اس طرح کا جھوٹ نہ باندھو جس طرح عکرمہ ابن عباسؓ پر جھوٹ باندھتے ہیں، مالک نے کہا نہیں، مجھے اس کا علم نہیں، البتہ سعید بن مسیب اپنے غلام برد سے ایسا کہتے تھے۔"

امام یحییٰ بن معینؒ کو عکرمہؒ سے اتنی عقیدت تھی کہ ان کے متعلق کسی قسم کا سوء ظن روانہ رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے:

إذا رأيت إنسانا يقع في عكرمة وفي حماد بن سلمة فاتهمه على الإسلام[37]

"جب میں کسی شخص کو عکرمہؒ اور حماد بن سلمہؒ کے بارہ میں عیب چینی کرتے ہوئے سنتا ہوں تو مجھے اس کے اسلام میں شک ہو جاتا ہے۔"

ابو عبداللہ محمد بن نصر المروزیؒ کا بیان ہے:

قد اجمع عامة أهل العلم بالحديث على الاحتجاج بحديث عكرمة واتفق على ذلك رؤساء أهل العلم بالحديث من أهل عصرنا منهم احمد ابن حنبل وابن راهويه ويحيىٰ بن معين وأبو ثور ولقد سألت إسحاق بن راهويه عن الاحتجاج

بحديثه فقال عكرمة عندنا امام الدنيا تعجب من سؤالي إياه وحدثنا غير واحد أنهم شهدوا يحيىٰ بن معين وسأله بعض الناس عن الاحتجاج بعكرمة فأظهر التعجب[38]

"عکرمہؒ کی احادیث سے احتجاج پر تمام علمائے حدیث کا اجماع ہے، ہمارے زمانہ کے تمام ممتاز محدثین، احمد بن حنبلؒ، ابن راہویہؒ، یحییٰ ابن معینؒ اور ابو ثورؒ وغیرہ کا اس پر اتفاق ہے، میں نے ابن راہویہ سے ان کی روایات سے احتجاج کے بارے میں پوچھا انہوں نے میرے سوال پر متعجب ہو کر کہا، عکرمہؒ ہمارے نزدیک ساری دنیا کے امام ہیں، بعض اور لوگوں نے یحییٰ بن معینؒ سے یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی اس سوال پر تعجب کا اظہار کیا۔"

حافظ ابن مندہؒ لکھتے ہیں:

أما حال عكرمة في نفسه فقد عدله أمة من نبلاء التابعين فمن بعدهم وحدثوا عنه واحتجوا بمفاريده في الصفات والسنن والاحكام روى عنه زهاء ثلاثمائة رجل من البلدان منهم زيادة على سبعين رجلا من خيار التابعين ورفعائهم وهذه منزلة لا تكاد توجد لكثير أحد من التابعين على أن من جرحه من الائمة لم يمسك من الرواية عنه ولم يستغنوا عن حديثه وكان يتلقى حديثه بالقبول ويحتج به قرنا بعد قرن واماما بعد امام إلى وقت الائمة الاربعة الذين اخرجوا الصحيح وميزوا ثابته من سقيمه وخطأه من صوابه واخرجوا روايته وهم البخاري ومسلم وأبو داود والنسائي فاجمعوا على اخراج حديثه واحتجوا به على أن مسلما كان اسوأهم رأيا فيه وقد أخرج عنه مقرونا وعدله بعد ما جرحه.[39]

"اکابر تابعین کی بڑی تعداد اور تبع تابعین نے عکرمہؒ کی تعدیل کی ہے، ان سے احادیث روایت کی ہیں، ان کی منفرد روایتوں سے صفات سنن اور احکام میں احتجاج کیا ہے، ان سے تین سو سے زیادہ اشخاص نے روایتیں کی ہیں، جن میں ستر سے زیادہ بڑے اور خیار تابعین ہیں، یہ وہ مرتبہ ہے جو کسی تابعی کو حاصل نہیں، جن ائمہ نے ان پر جرح کی ہے وہ بھی ان کی احادیث قبول کرنے سے بے نیاز نہ رہ سکے، ان کی احادیث حسن قبول کے ساتھ لی جاتی ہیں، ابتداء یعنی تابعین کے دور سے لے کر ائمہ اربعہ یعنی بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی کے زمانہ تک ائمہ نے ان کی صحیح روایات لے کر ثابت وسقیم اور صحیح روایات میں امتیاز قائم کیا ہے اور ان کی روایات سے قرناً بعد قرن اور اماماً بعد امام احتجاج ہوتا چلا آیا ہے اور چاروں ائمہ نے ان کی روایات لی ہیں اور ان سے احتجاج کیا ہے، امام مسلم ان کے متعلق اچھی رائے نہ

رکھتے تھے، اس کے باوجود انہوں نے ان کی روایتیں لی ہیں، اور جرح کے بعد ان کی تعدیل کی ہے۔"

خلاصہ

چند غیر مستند بیانات کے علاوہ ہے تمام علماء و محدثین کا عکرمہ کی جلالتِ شان کی صداقت پر اتفاق ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے عکرمہ کے ذاتی ذوق وشوق اور ابن عباس کی توجہ نے ان کی علم کا دریا بنادیا ان کے زمانہ میں غلاموں میں کیا بڑے بڑے شرفاء اور نجباء میں بھی کوئی ان کا ہمسر نہ تھا، ان تمام اقوال واسناد کے بعد عکرمہ کی علمی عظمت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ تفسیر، حدیث، فقہ جملہ علوم میں انہیں درجہ امامت حاصل تھا۔ تمام محدثین ان کی صداقت اور ان کے کمالات علمی کے معترف تھے اور ان کی روایات قبول کرتے تھے۔

حواشی وحوالہ جات

1 بربر شمالی افریقہ کا مشہور ومعروف قبیلہ ہے۔(السمعانی، عبدالکریم، الأنساب ۲: ۱۳۰، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، ۱۳۸۲ھ)

2 المزی، أبوالحجاج یوسف بن عبدالرحمان، تہذیب الکمال فی أسماء الرجال ۲۰: ۲۶۵، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ھ

3 ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع البغدادی، طبقات ابن سعد ۲: ۳۲۵، دار صادر بیروت (س۔ن)

4 الذہبی، شمس الدین عثمان بن قائماز، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۴۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ

5 تہذیب الکمال ۲۰: ۲۶۵

6 نفس مصدر

7 سورۃ الاعراف ۷: ۱۶۴

8 ابن سعد، أبوعبداللہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد ۵: ۲۸۹، مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، ۱۴۰۸ھ

9 الفسوی، یعقوب بن سفیان، المعرفۃ والتاریخ ۲: ۱۶، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۱ھ

10 تہذیب الکمال ۲۰: ۲۶۹

11 طبقات ابن سعد ۵: ۲۸۹

12 نفس مصدر

13 طبقات ابن سعد ۵: ۲۸۹

14 الجرجانی، ابن عدی، الکامل ۶: ۴۷۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۵ھ

15 طبقات ابن سعد ۲: ۳۸۵

16 نفس مصدر ۵: ۲۹۳

17 طبقات ابن سعد ۵: ۲۹۳۔۔۔ تہذیب الکمال ۲۰: ۲۸۵

18 تذکرۃ الحفاظ ۱: ۷۴

19 طبقات ابن سعد ۵: ۱۳۵

20ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن الحسن، تاریخ دمشق ۴۱: ۱۱۱، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ

21 الجرجانی، أبو أحمد بن عدی، الکامل ۶: ۴۷۳، الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء

22 تہذیب الکمال ۲۰: ۲۸۳

23 ابن عساکر، أبوالقاسم، علی بن الحسن، تاریخ دمشق ۴۱: ۹۹، دار الفکر للطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

24 تہذیب الکمال ۲۰: ۲۸۳

25 طبقات ابن سعد ۵: ۲۹۳

26 تاریخ دمشق ۴۱: ۱۰۳

27 طبقات ابن سعد ۵: ۲۸۸

28 نفس مصدر

29امام رازی، عبدالرحمن بن محمد، الجرح والتعدیل ۷: ۹، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد الدکن، ۱۲۷۱ھ

30 الکامل ۶: ۴۷۳

31ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی، تہذیب التہذیب ۷: ۲۷۲، دائرۃ المعارف النظامیۃ، الہند، ۱۳۲۶ھ

32 ابن شاہین، أبو حفص عمر بن أحمد، تاریخ أسماء الثقات ۲: ۱۴۵، الدار السلفیہ، کویت، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

33امام بخاری، أبوعبداللہ محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، ترجمہ (۲۱۶) دائرۃ المعارف النظامیۃ، الہند (س۔ن)

34 تہذیب الکمال ۲۰: ۲۸۳

35ابوحاتم، محمد بن حبان البستی، الثقات ۵: ۲۲۹، دائرۃ المعارف النظامیۃ، الہند، ۱۳۹۳ھ

36 تاریخ دمشق ۴۱: ۱۰۸

37 الحموی، شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی، معجم الأدباء ۴: ۱۶۳۰، دار الغرب الإسلامی، بیروت، ۱۴۱۴ھ

38 تاریخ دمشق ۴۱: ۱۹۸

39 ابن حجر، أبوالفضل أحمد بن علی، تہذیب التہذیب ۷: ۲۷۰، مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، ہند، ۱۳۲۶ھ